درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلة کے درسی افادات

باب ماجاء فی حق الجوار
حقوق ہمسائیگی کا بیان

حدثنا محمد بن عبدالاعلی ثنا سفیان عن داؤد بن شابور و بشیر ابی اسماعیل عن مجاهد أن عبدالله بن عمرو ذبحت له شاة فی أهله فلما جاء قال: أهديتم لجارنا اليهودی؟ أهديتم لجارنا اليهودی؟ سمعت رسول الله ﷺ يقول! مازال جبرئيل يوصينی بالجار حتی ظننت انه سيورّثه"...... وفی الباب عن عائشة و ابن عباس وعقبة بن عامر و ابی هريرة و انس وعبدالله بن عمر و المقداد بن الاسود و ابی شريح و ابی امامة. هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه. وقدروی هذا الحديث عن مجاهد عن عائشة و ابی هريرة ايضا عن النبی ﷺ.

ترجمہ: حضرت مجاہدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے گھر میں ایک بکری ذبح کی گئی تھی، پس جب وہ گھر آ گئے تو انہوں نے کہا، کیا تم نے ہمارے پڑوس والے یہودی کو (اس بکری کے گوشت میں سے) کچھ ہدیہ بھیج دیا ہے؟ کیا تم نے ہمارے پڑوس والے یہودی کو کچھ ہدیہ بھیج دیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جبرئیل مجھے حق ہمسایہ کے بارے میں تاکید فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس کو عنقریب (اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرے پڑوسی کے مال میں) وارث قرار دیدے گا۔۔۔۔۔۔ اور اس باب میں حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت مقداد بن اسودؓ، حضرت ابوشریحؓ اور حضرت ابوامامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی روایات مروی ہیں۔

یہ حدیث اس سند کے ساتھ غریب ہے اور یہ حدیث ایک دوسری طریق عن مجاهد عن عائشه و ابی هریره عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم " سے بھی روایت کی گئی ہے۔ یعنی اس حدیث کو حضرت مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرۃ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

حق الجوار: جوار جیم کے کسرہ کے ساتھ فصیح لغت ہے۔ اور جیم کے ضمہ کے ساتھ' جو ار بھی مستعمل ہے۔ اس کا معنی ہے ہمسائیگی کردن۔

سفیان: سے مراد سفیان بن عینیہ ہے اور داؤد بن شابور یہ ابو سلیمان مکی ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے والد کا نام عبدالرحمٰن ہے اور شابور اس کے دادا کا نام ہے۔ بہر حال یہ داؤد بن شابور ثقہ راوی ہیں۔ ان سے شعبہ اور ابن عینیہ نے روایات نقل کی ہیں۔ اور ابوزرعہ اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے۔

و بشیر ابی اسماعیل: یہ ابن سلیمان کندی کوفی ہیں۔ یہ بھی ثقہ ہیں۔

اس باب میں ہمسایہ کے حقوق کا بیان ہے' جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک غمخوارگی اور اس کے دکھ درد میں شریک ہونے سے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے۔

پڑوسی سے عموماً یہ طمع اور امید بھی ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ احسان کروں اور تکلیف میں اس کے کام آؤں تو کل وہ میرے ساتھ بھی احسان کرے گا۔ اور میری تکلیف میں بھی وہ میرے کام آئے گا۔ پس اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ایک ظاہری داعیہ بھی موجود ہے' مع ھذا جب کوئی آدمی ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی کا خیال نہ رکھے تو وہ دوسرے حقوق العباد کو تو بطریق اولیٰ ضائع کرے گا۔ تو گویا یہ اس آدمی کی بدبختی کی علامت ہوگی۔

کافر پڑوسی کے بھی حقوق ہمسائیگی ادا کرنا لازم ہے: حدیث مذکور کے راوی حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے پڑوسی سے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی میں "جار "ہمسایہ کو عموم پر حمل کیا ہے۔ خواہ ہمسایہ مسلمان ہو یا کافر' ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنا لازمی ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنے یہودی ہمسایہ کو گوشت بھیجنے کی ترغیب دیتے ہوئے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا۔ اس وجہ سے محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔ خواہ پڑوسی مسلمان ہو یا کافر۔ عبادت گزار ہو یا فاسق و فاجر۔ دوست ہو یا دشمن۔ کوئی مسافر ہو یا اس شہر کا رہنے والا۔ رشتہ دار ہو یا کوئی اجنبی۔ نفع رسان ہو یا ضرر رساں۔ اس کا گھر زیادہ قریب ہو یا کچھ دور۔ ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اس کو اپنی ایذاؤں سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ پھر جس پڑوسی میں اُولیٰ صفات جمع ہو جائے وہ حسن سلوک کا زیادہ حقدار ہوگا' مثلاً کوئی پڑوسی ایسا ہو کہ مسلمان ہو' عبادتگزار ہو' رشتہ دار بھی اور مسافر ہو اور دوست بھی ہو اور گھر بھی زیادہ قریب ہو تو وہ زیادہ حقدار ہوگا حسن سلوک کرنے کی بہ نسبت اس پڑوسی کے جس میں یہ صفات نہ ہوں۔ اسی طرح جس پڑوسی میں اُولیٰ صفات زیادہ جمع ہو جائیں تو اس کو ترجیح دی

جائے گی۔ اور اس طرح ہر قسم کے پڑوسی کو اس کے حسب حال حقوق دیئے جائیں گے۔

پڑوسی تین قسم کے ہیں:

طبرانی کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں۔

۱۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے۔ یہ مشرک پڑوسی ہے۔ جس کیلئے صرف ہمسائیگی کا حق ہے۔

۲۔ ایک پڑوسی وہ ہے جس کے لئے دو حق ہیں۔ یہ مسلمان پڑوسی ہے جس کے لئے ہمسائیگی کا حق بھی ہے اور اسلام کا حق بھی۔

۳۔ اور ایک پڑوسی وہ ہے جس کے لئے تین حقوق ہیں۔ یہ وہ پڑوسی ہے جو کہ مسلمان اور ذورحم (قرابتدار) ہے اس کے لئے حق ہمسائیگی، حق اسلام اور حق قرابت (تینوں قسم کے حقوق) ہیں۔

أهديتم لجارنا اليهودي: کیا تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کو کچھ دے دیا ہے؟ چنانچہ بعض دفعہ مشرک معاشرہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو، سکھ، یہودی، نصرانی وغیرہ مختلف مذاہب کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان بننے سے پہلے ہمارے ہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ ہندو پڑوس میں ہوتے تھے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ یہود بھی رہتے تھے۔ دین اسلام سب کے ساتھ حسن معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔

مازال جبرئيل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو کس طرح گمان ہوا کہ ہمسایہ کو میراث میں حقدار ٹھہرایا جاوے گا حالانکہ انبیاء کرام کے متعلق خود جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ نحن معاشر الانبياء لانورث. ما تركناه صدقة (الحديث) یعنی ہم زمرہ انبیاء کرام سے کوئی چیز بطور میراث نہیں رہ جاتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ دیتے ہیں وہ صدقہ ہی ہوا کرتا ہے۔ پس جبکہ انبیاءؑ کے رشتہ دار بھی ان کے مال میں وارث نہیں ہوتے تو ہمسایہ کے وارث ہونے کا گمان کیسا ہوا؟

جواب: یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے حق میں تاکید فرماتے تھے کہ میں اپنی امت کو ہمسایہ کے حقوق کی رعایت کا حکم دوں اور حضرت جبرائیلؑ اتنی تاکید فرماتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ میری امت کے ایک پڑوسی کے لئے دوسرے کے مال متروکہ میں وارث بننے کا حکم نازل ہوگا۔

اور اگر يوصيني بالجار الخ کا مطلب یہ لیا جاوے کہ حضرت جبریلؑ مجھے اپنے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں اتنی تاکید کرتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ میرے پڑوسی میری میراث میں بھی عنقریب حقدار قرار دیئے جاویں گے۔ تو پھر مذکورہ سوال کا جواب یہ ہوگا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کو یہ علم حاصل نہ ہوا تھا کہ انبیاء کرام میراث نہیں چھوڑ دیتے ہیں اس وجہ سے آپ ﷺ کو یہ گمان ہوا۔

أنه سیورّثه: اس توریث سے کیا مراد ہے؟ بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ حضورﷺ کو یہ گمان ہوا کہ دوسرے قریبی رشتہ داروں کی طرح پڑوسی کے لئے بھی مال متروکہ میں کچھ حصہ مقرر ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ آپﷺ کو یہ گمان ہوا کہ پڑوسی کو بھی احسان اور حسن سلوک میں ان لوگوں کے برابر قرار دیا جاوے گا کہ جو کہ قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے میراث کے حقدار ہیں۔ لیکن پہلا معنی واضح اور صحیح ہے‘ کیونکہ خود اسی حدیث میں اس طرف اشارہ موجود ہے کہ حدیث میں مذکورہ توریث واقع نہیں ہوئی ہے‘ چنانچہ پڑوسی بھی مال متروکہ میں وارث قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اور بر وصلہ یعنی حسن سلوک کا حکم پڑوسی کے ساتھ ہمیشہ سے جاری وساری ہے۔ پس اس چیز کا گمان کیا گیا جو نہ اس وقت موجود تھا اور نہ بعد میں واقع ہوا۔

حدثنا قتيبة ثنا الليث بن سعد عن يحيىٰ بن سعيد عن ابى بكر بن محمد وهو ابن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال: مازال جبرئيل صلوات الله عليهما يوصيني بالجار حتى ظننت انه سيورثه.

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں یہاں تک تاکید فرماتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ عنقریب پڑوسی کو (دوسرے پڑوسی کے ترکہ میں) وارث قرار دیں گے۔“ (عن أبى بكر بن محمد وهو ابن عمرو بن حزم) یہ ابوبکر بن محمد حضرت عمرو بن حزمؓ کا بیٹا ہے۔ جو کہ انصاری‘ بخاری‘ مدنی ہے۔ ان کا نام اور کنیت ایک ہے۔ یہ عبادت گزار‘ اور ثقہ ہیں۔ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(عن عمرة) یہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہؓ انصاریہ مدنیہ ہیں یہ بھی ثقہ راوی تھیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بہت روایات نقل کی ہیں۔ (حدیث کی تشریح وتفصیل گزشتہ روایت کے ذیل میں گزر چکی ہے)

حدثنا أحمد بن محمد ثنا عبدالله بن المبارك عن حيوة بن شريح عن شرحبيل بن شريك عن ابى عبدالرحمن الحبلى عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ ”خير الأصحاب عندالله خيرهم لصاحبه وخير الجيران عندالله خيرهم لجاره. هذا حديث حسن غريب. وابو عبدالرحمن الحبلى اسمه عبدالله بن يزيد.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ ساتھیوں میں اللہ کے نزدیک بہترین وہ ہے جو اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ زیادہ بہتر ہو۔ اور پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر وہ ہے جو اپنے دوسرے پڑوسی کے ساتھ بہتر ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اَبوعبدالرحمٰن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

دین اسلام میں خصوصیت سے ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن معاشرت کی تعلیم دی گئی ہے جن کے ساتھ کسی بھی سبب سے قرب اور نزدیکت زیادہ ہو۔ اس وجہ سے دین اسلام میں خصوصیت کے ساتھ بیوی کے ساتھ حسن سلوک، نرمی اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ بچوں کے ساتھ محبت و شفقت اور ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز والدین کے ساتھ نیکی حسن سلوک اور ان کے ادب واحترام کی تاکید کی گئی ہے۔ اس طرح ذوی الارحام (قریبی رشتہ داروں) کے ساتھ صلہ رحمی اور احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ ان تمام تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان جس معاشرہ میں بھی رہے۔ وہاں محبت اور دوستی ہو نفرت اور دشمنی نہ ہو، شفقت اور نرمی ہو، درشتی اور تندخوئی نہ ہو، ایثار اور قربانی ہو، نفس پروری اور خودغرضی نہ ہو، ادب، احترام اور خوش اخلاقی ہو، بے ادبی، بے عزتی اور بداخلاقی نہ ہو۔ امن، اطمینان اور خوشی ہو، دہشت، اضطراب اور بے چینی نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے آس پاس کے لوگوں سے خوش اسلوبی سے پیش آنا اور اچھے تعلقات قائم رکھنا لازمی ہے۔ انہی اعلیٰ مقاصد کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمسفر، ساتھی، اور پڑوسی کے ساتھ بھی حسن سلوک کی ترغیب دلائی ہے۔ اور اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ ساتھیوں میں بہترین ساتھی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بہتر ہو، اور پڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر وہ ہے جو اپنے دوسرے پڑوسیوں کے ساتھ زیادہ بہتر ہو۔

<u>خیر الاصحاب خیرھم لصاحبه:</u> اصحاب جمع ہے صاحب کا بمعنی ہمراہ ساتھی، پھر یہ عام ہے سفر میں جو ہمراہ اور ہمسفر مل جائے یا سیٹ پر آپ کے ساتھ جو آدمی بیٹھا ہے یا طالب علم حضرات ایک کمرے والے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ درس میں بیٹھے ہوئے ساتھی اور ایک دارالعلوم میں پڑھنے والے یہ سب درجہ بدرجہ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ نیز اپنی بیوی جو کہ رفیقہ حیات ہے، سب اس کے مفہوم میں داخل ہیں۔ ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنے سے آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتری حاصل کرسکتا ہے۔

باب ماجاء فی الاحسان إلی الخادم

خادم کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

حدثنا بندار ثنا عبدالرحمن بن مهدی ثنا سفیان عن واصل عن المعرور بن سوید عن أبی ذر قال: قال رسول الله ﷺ " اخوانکم جعلهم الله فتیة تحت إیدیکم ' فمن کان أخوه تحت یده فلیطعمه من طعامه ولیلسبه من لباسه ولا یکلفه ما یغلبه فان کلفه مایغلبه فلیعنه.

وفی الباب عن علی وأم سلمة وابن عمر وأبی هریرة. هذا حدیث حسن صحیح